HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: **http://habibiaislamicus.com**
Approved by HEC in Y Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: **www.habibia.edu.pk**,
This work is licensed under a **Creative Commons Attribution 4.0 International License**.

TOPIC:

THE POLITICAL SYSTEM OF ISLAM: IN THE LIGHT OF TREATIES OF THE HOLY PROPHET'S (PBUH)

اسلام کا سیاسی نظام: معاہدات نبوی ﷺ کی روشنی میں

AUTHORS:

1. Dr. Sana Jadoon (Ph.D Islamic studies) Superintendent, Bureau of Curriculum, Directorate of Education, Quetta, Email ID: Sanahamas22@gmail.com
2. Muhammad Rafique phulpoto, Lecturer in Islamic studies, Government Boys Degree College pir Jo Goth, Sindh, Email ID: muhammadrafiqueph87@gmail.com
3. Layma Mehmood, M.Phil, Research Scholar, Quran o Sunnah, University of Karachi, Pakistan Email ID: lmagha2017@gmail.com

How to Cite: Jadoon, Dr. Sana, Muhammad Rafique phulpoto, and Layma Mehmood. 2025. "THE POLITICAL SYSTEM OF ISLAM: IN THE LIGHT OF TREATIES OF THE HOLY PROPHET'S (PBUH): اسلام کا سیاسی نظام: معاہدات نبوی □ کی روشنی میں". *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research)* 9 (3):40-57.
DOI: https://doi.org/10.47720/hi.2025.0903u03.
URL: https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/328
Vol. 9, No.3 || July –September 2025 || P. 40-57
Published online: 2025-09-30

QR. Code

THE POLITICAL SYSTEM OF ISLAM: IN THE LIGHT OF TREATIES OF THE HOLY PROPHET'S (PBUH)

\ اسلام کا سیاسی نظام: معاہدات نبوی ﷺ کی روشنی میں

Dr. Sana Jadoon, Muhammad Rafique phulpoto, Layma Mehmood,

ABSTRACT:

This research paper elucidates the fundamental principles of the Islamic political system in light of the treaties established during the life of the Prophet Muhammad (peace be upon him). Through the critical analysis of key agreements such as the Hilf al-Fudul, the Pact of Migration, the Constitution of Medina, and the Treaty of Hudaybiyyah, the study demonstrates that the Islamic political framework is firmly grounded in justice, tolerance, the protection of minority rights, and the foundations of international relations. Furthermore, it highlights the Prophet's strategic wisdom, political foresight, and peace-oriented approach, offering timeless guidance for the contemporary world. this research outlines the principles of Islamic politics that support the establishment of a just, equitable, and sustainable social order. The core objective is to bring to light the intellectual structure of the Islamic state and to evaluate the practical feasibility of its implementation in the modern context. The Islamic political system not only defines the relationship between the individual and the state but also provides comprehensive principles for inter-state relations. The study examines various treaties conducted with tribal communities, uncovering essential aspects of political prudence, social insight, and diplomatic intelligence, each of which played a pivotal role in the formation and stability of the Islamic state. Prophetic treaties are presented through the lens of Islamic political thought to clarify how the Prophet's leadership employed peace, justice, and principled strategy in managing inter-tribal relations. These treaties reflect key political values such as governance, rule of law, justice, international cooperation, and the safeguarding of minority rights. The research aims to show how the political doctrines derived from the Prophet's practical engagements continue to offer a viable framework for establishing a coherent, just, and peaceful system of governance in the contemporary era.

KEYWORDS: *Islamic political system, Prophetic treaties, justice, tolerance, minority rights.*

مفروضہ:(Hypothesis)

اسلام کا سیاسی نظام ایک منظم، عادلانہ اور انسانی فلاح پر مبنی نظام ہے، جس کی اصل بنیاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہونے والے معاہدات پر ہے، جو آج بھی دنیا کے سیاسی نظاموں کے لیے ایک جامع اور مثالی ماڈل فراہم کرتے ہیں۔

مقدمہ:(Introduction)

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو فرد، خاندان، معیشت، معاشرت اور سیاست سمیت زندگی کے تمام پہلوؤں پر راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ سیاست کا شعبہ اسلامی تعلیمات میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں مختلف اقوام، قبائل اور مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد سے جو معاہدات کیے، وہ نہ صرف اسلامی سیاسی حکمت عملی کا آئینہ دار ہیں بلکہ بین الاقوامی اصولوں کی بھی عمدہ مثال ہیں۔

اسلام ایک ہمہ گیر نظام حیات ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس میں سیاست بھی شامل ہے، جو ایک منظم ریاست کے قیام، حکمرانی کے اصولوں اور عوام کے حقوق و فرائض کو متعین کرتی ہے۔ اسلامی سیاسی نظام، شورائیت، عدل، مساوات اور امانت جیسے اصولوں پر قائم ہے۔ اسلامی سیاسی نظریہ کا محور اللہ کی حاکمیت، عدل کا قیام، شوریٰ کا اصول، اور اقلیتوں کے ساتھ انصاف ہے۔ ان اصولوں کا عملی اظہار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاستِ مدینہ میں ہوتا ہے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد معاہدات کے ذریعے سیاسی نظام کی بنیادیں استوار کیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو انسانیت کے لیے نمونہ ہے، خاص طور پر سیاسی وسفارتی حکمت عملی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت بے مثال ہے۔ سیرتِ طیبہ میں مختلف قبائل کے ساتھ کیے گئے معاہدات محض وقتی ضرورت نہیں تھے بلکہ ایک منظم اسلامی سیاسی نظریہ کی تشکیل کا حصہ تھے۔ ان معاہدات نے اسلامی ریاست کی جغرافیائی توسیع، استحکام اور امن کے قیام میں بنیادی کردار ادا کیا۔

تحقیقی سوالات:(Research Questions)

1. اسلامی سیاسی نظام کی وہ خصوصیات کیا ہیں جو دیگر سیاسی نظاموں سے ممتاز ہیں؟
2. معاہداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم مقاصد کیا تھے؟
3. ان معاہدات نے اسلامی سیاسی نظام کی تشکیل میں کیا کردار ادا کیا؟
4. کیا معاہداتِ نبویؐ کا موجودہ دور کے سیاسی چیلنجز کے حل میں کوئی کردار ہو سکتا ہے؟

مباحث و تجزیہ(Discussion and Analysis):

1. اسلامی سیاسی نظام کی بنیادیں:

اسلام کا سیاسی نظام بنیادی طور پر مندرجہ ذیل خصوصیات و اصولوں پر قائم ہے:

عدل وانصاف، امانت و دیانت، شورائیت، اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اور بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد امن پر ہو۔

1.1 عدل وانصاف

عدل وانصاف کسی بھی معاشرے اور ریاست میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر عدل وانصاف نہ ہو تو معاشرے میں نظم وضبط اور امن وسکون ختم ہو جاتا ہے کیونکہ بنی نوع انسان کی فلاح وبہبود کے لئے امن اولین شرط ہے اور امن کا حاصل ہونا عدل وانصاف کے بغیر ممکن نہیں۔ جس معاشرے یا ریاست میں عدل وانصاف مفقود ہو بلکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا روش ہو اور ریاست بھی عدل وانصاف کو کوئی اہمیت نہ دیتی ہو تو جلد یا بدیر بدنظمی اور بربادی اس معاشرے اور ریاست کا مقدر بن جاتی ہے۔ عدل وانصاف کا تعلق زندگی

کے ہر حصے کے ساتھ ہے، چاہے وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، سیاسی ہو یا عدالتی اور معاشی ہو یا معاشرتی۔ اللہ تعالیٰ خود عادل و منصف ہے، لہٰذا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واللہ یقضی بالحق۔ 1

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے۔

عدل ایسی چیز ہے جس سے ہر ہر مرحلے اور موڑ پر دوچار ہونا پڑتا ہے۔ بیع و شراء، مصلحت و مسائل میں، بحث و گفتگو میں، کسی کو گواہ بنانے میں اور خود گواہ کی حیثیت سے پیش ہونے میں عدل و انصاف سے کام لینا پڑتا ہے۔ اسی طرح خورد و نوش کے وقت میں اور پھر خرچ کرتے وقت بھی ہم عدل کی راہ سے منہ نہیں موڑ سکتے حتی کہ جانوروں سے کام لینے تک میں ہم کو عدل کا پابند بنایا گیا ہے 2۔ قرآن کریم نے ہمیں نظام عدل قائم کرنے اور ہر زاویہ زندگی میں عدل و انصاف کو اپنانے کی ہدایت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا انزلنا الیك الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما اراك اللہ۔ 3

ترجمہ: یقیناً ہم نے تم پر حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اس طریقے سے عدل کرسکو جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے۔

اسی طرح اہل ایمان کو بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط۔ 4

ترجمہ: ہم اپنے رسولوں کو روشن دلیلیں دے کر بھیجا اور اس کے ساتھ ہم نے اتاری کتاب اور میزان یعنی قواعد عدل تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں۔

عدل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہانبانی کا بنیادی اصول تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں پر ہی نہیں بلکہ اپنی ذات اقدس پر بھی اس کا اطلاق فرمایا کرتے تھے، جس کا ثبوت ذیل کا حدیث ہے اور یہی وہ عدل ہے جس کا اسلام علمبردار ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال بینما رسول اللہ ﷺ یقسم قسماً اقبل رجل فاکب علیہ فطعنہ رسول اللہ ﷺ بعرجون کان معہ فجرح بوجھہ فقال لہ رسول اللہ ﷺ تعال فاستقد قال بل عفوت یا رسول اللہ۔ 5

ترجمہ: ابو سعید خدری نے کہا کہ اسی اثناء میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال بانٹ رہے تھے ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے شاخ کے ساتھ کچھ کچوکا دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی اور اس صاحب کے چہرے پر زخم لگا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: آ اور مجھ سے قصاص لے لے، اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے معاف کر دیا۔

یہ ہے عدل کی وہ مثال جو پیغمبر اسلام ﷺ نے بطور نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عدل کا اطلاق اپنی ذات اقدس پر فرما کر دنیا کو یہ پیغام دیا کہ اس سے کوئی بھی شخص مبرا نہیں، چاہے سلطان ہی کیوں نہ ہو۔

1.2 امانت ودیانت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیانت وامانت میں اپنی مثال آپ تھے، آپ ﷺ کی دیانت وامانت کا شہرہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی ہو چکا تھا اور لوگ آپ ﷺ کو "الامین" کے لقب سے پکارتے تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آپ کے حبالہ نکاح میں آنے سے پہلے اپنے کاروبار اور تجارت کی ذمہ داریاں آپ ﷺ کے سپرد کیں تو یہ آپ ﷺ کا کمال دیانت اور حسن معاملہ ہی تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو دگنا معاوضہ دیا اور چند دن بعد "ام المؤمنین" بننے کا شرف حاصل کیا۔ حضور ﷺ کی امانت کی صفت اتنی نمایاں تھی کہ بعثت کے بعد اگرچہ سارے مشرکین مکہ آپ ﷺ کے دشمن بن گئے تھے لیکن اس حالت میں بھی وہ اپنا مال لا کر آپ ﷺ ہی کے پاس بطور امانت رکھتے تھے، اس لئے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ودیانت پر پورا بھروسہ تھا اور خوب سمجھتے تھے کہ مکہ میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی امانت دار نہیں ہے۔ ادائے امانت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فان امن بعضکم بعضاً فلیؤد الذی اوتمن امانتہ ولیتق اللہ ربہ۔ 6

ترجمہ: اگر تم میں سے کوئی ایک دوسرے پر اعتماد کرے تو جس پر اعتماد کیا گیا وہ دوسرے کی امانت کو اداء کرے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے

ایک دوسری جگہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں خیانت سے روکنے کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

یاایھا الذین آمنوا لاتخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم وانتم تعلمون۔ 7

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کے حقوق میں خیانت نہ کرو اور آپس کی امانت میں خیانت نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔

رحمت دوعالم ﷺ کے پاس امانت کی یہ شان تھی کہ مکہ سے ہجرت کرتے وقت آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو محض اس لئے پیچھے چھوڑا تھا کہ وہ کافروں کی تمام امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں۔ دنیا کی تاریخ میں کوئی مثال ایسی نہیں ملتی کہ خون کے پیاسے دشمنوں کو ان کا مال بحفاظت جوں کا توں واپس کیا جائے، دریں حال کہ وہ امانت دار کو اپنے وطن اور گھر بار سے بھی محروم کر رہے ہوں۔ اسی سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

لاایمان لمن لا امانۃ لہ-8

ترجمہ: اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ادالامانۃ الی من ائتمنك ولاتخن من خانك۔ 9

ترجمہ: جو شخص تیرے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کر دے اور جو شخص تیری خیانت کرے تو اس کی خیانت مت کر۔

اسلام نے جو امانت داری کی تعلیم دی ہے اور خیانت سے بچنے کی تاکید کی ہے، عام لوگوں کو اس طرف کچھ دھیان نہیں ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

علامات المنافق ثلاث اذا احدث کذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان، وقال آیۃ المنافق ثلاث وان صام وصلی وزعم انہ مسلم۔ 10

ترجمہ: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے تو اختلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ اور فرمایا ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھے۔

آج کل خیانت کا مزاج بنا ہوا ہے اور اس کا عام رواج ہو گیا ہے، جس کو جہاں موقع ملتا ہے حقیر دنیا کے لئے خیانت کر بیٹھتا ہے، کاروبار کے شریک ایک دوسرے کی خیانت کرتے ہیں، ملازم بھی خائن ہے، تاجر بھی خائن ہے، جو لوگ مال میں ملاوٹ کرتے ہیں یا عیب چھپا کر بیچتے ہیں وہ بھی خائن ہیں، حاکم بھی خائن ہے، محکوم بھی خائن ہے، جہاں جس کو موقع مل جاتا ہے خیانت کرنے سے نہیں چوکتا۔ ایسے حالت میں عوام سے نظم وضبط اپنانے کا توقع رکھنا مشکل تو کیا ناممکنات میں سے ہے، جب ہر کوئی فرد امانت ودیانت کی بجائے خیانت کا مرتب ہو رہا ہو وہاں نظم وضبط کا فقدان یقینی امر ہے۔

1.3 شورائیت:(Consultation)

اسلامی سیاسی وسماجی نظام میں شورائیت (مشاورت) کو ایک بنیادی اصول کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ تصور اس آیت قرآنی سے اخذ کیا گیا ہے:

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ۔ 11

ترجمہ: اور ان کا معاملہ باہمی مشورے سے طے پاتا ہے۔

اسلام میں شورائیت صرف ایک اخلاقی قدر نہیں بلکہ سیاسی اصول ہے جو حکمرانی کے نظام میں عوامی شرکت، مشورہ اور اجتماعیت کو لازم قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مشورے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ 12

ترجمہ: اور ان سے مشورہ کیجیے معاملات میں۔

اسی طرح سیرتِ نبوی ﷺ میں شورائیت کی عملی مثالیں موجود ہیں مثلاً: غزوہ بدر اور احد کے مواقع پر صحابہ سے مشورہ، صلح حدیبیہ سے قبل رائے عامہ کا لحاظ، میثاقِ مدینہ میں مختلف قبائل کی مشاورت سے معاہدہ وغیرہ۔

خلفائے راشدین کا نظام حکومت شورائیت پر مبنی تھا، خصوصاً حضرت عمرؓ کا مشاورتی کونسل (شوریٰ) قائم کرنا اس کی عملی تفسیر ہے۔

آج کے دور میں شورائیت کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے تاکہ حکمرانی میں شفافیت، عوامی شمولیت، اور عدل و مساوات کا نفاذ ممکن ہو۔ اسلامی معاشروں میں اگر شورائیت کو حقیقی طور پر اپنایا جائے تو یہ آمریت، کرپشن اور اقرباء پروری کے خاتمے کا مؤثر ذریعہ بن سکتی ہے۔

شورائیت اسلامی نظام کا ایسا ستون ہے جو حکمران کو انفرادیت سے بچا کر اجتماعی دانش سے فائدہ اٹھانے پر مجبور کرتا ہے۔ یہ نظام عدل، اخوت، اور شفافیت پر مبنی قیادت کو فروغ دیتا ہے اور اسلامی ریاست کی روح کو زندہ رکھتا ہے۔

1.4 اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ

اسلامی تعلیمات میں اقلیتوں (غیر مسلموں) کے حقوق کا واضح اور مفصل تصور موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور خلفائے راشدین کے عہد میں غیر مسلم اقلیتوں کو جو حقوق و مراعات دی گئیں، وہ دنیا کے کسی اور نظام میں اس درجہ محفوظ اور منظم نظر نہیں آتیں۔ اسلامی معاشرے میں اقلیتوں کے حقوق کو کتنی زیادہ اہمیت دی گئی ہے اس کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوتا ہے:

ألا من ظلم معاهدا أو انتقصه أو كلفه فوق طاقته أو اخذ منه شيئا بغير طيب نفس فانا حجيجه يوم القيامة۔ 13

ترجمہ: خبردار! جس کسی نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اُس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے (مسلمان کے خلاف) جھگڑوں گا۔

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو اپنے عقائد اور عبادات کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ 14

ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں۔

قرآن کریم میں مساجد کے ساتھ ساتھ گرجاگھر، خانقاہوں اور معبدوں کے تحفظ کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی حکمرانوں نے غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کا احترام کیا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ:

اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ 15

ترجمہ: وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے صرف یہ کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے، اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا تو تکیئے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھادی جاتیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کرے گا، بے شک اللہ زبردست غالب ہے۔

غیر مسلم اقلیتوں کو تجارت، ملازمت، تعلیم، اور جائیداد کے وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے دور میں معاہدات کے ذریعے ان حقوق کی ضمانت دی گئی۔ اسلامی نظامِ عدل میں غیر مسلموں کو بھی مساوی قانونی تحفظ حاصل ہے۔ قاضی شریح اور دیگر ججوں نے کئی مقدمات میں مسلمانوں کے خلاف غیر مسلموں کے حق میں فیصلہ دیا۔ میثاقِ مدینہ کے دوران مدینہ میں موجود یہودی قبائل کے ساتھ کیے گئے اس معاہدے میں انہیں مکمل مذہبی، ثقافتی اور قانونی خودمختاری دی گئی۔ اسی طرح صلحِ حدیبیہ میں غیر مسلم قریش کے ساتھ معاہدے کے ذریعے بین المذاہب تعلقات میں انصاف اور اصولی رویہ اپنایا گیا۔

غرضیکہ اسلام اقلیتوں کو نہ صرف مذہبی اور معاشرتی آزادی فراہم کرتی ہے بلکہ ان کی جان، مال، عقیدے اور عزت کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سیرت، اقلیتوں کے لیے اسلامی رواداری اور امن کا عملی نمونہ ہے۔ آج کے عالمی منظر نامے میں اسلامی تعلیمات اقلیتوں کے تحفظ کے لیے ایک مکمل اور قابلِ عمل ماڈل پیش کرتی ہیں۔

1.5 بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد امن پر

بین الاقوامی تعلقات (International Relations) کسی بھی ریاست کے دوسرے ممالک کے ساتھ روابط، تعلقات اور پالیسیوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ ان تعلقات کی اصل بنیاد امن پر ہونی چاہیے، کیونکہ عالمی استحکام، معاشی ترقی، انسانی فلاح اور ثقافتی تبادلے کا دار و مدار پرامن تعلقات پر ہی ہوتا ہے۔ اسلام ایک دینِ رحمت ہے جو داخلی اور خارجی دونوں سطحوں پر امن و آشتی کو اولین ترجیح دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا۔ 16

ترجمہ: اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ۔

یہ آیت اسلامی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول کی نشان دہی کرتی ہے: پہل جنگ میں نہیں، بلکہ امن میں کی جائے۔ امن کی فضا میں جنگوں، تشدد اور دہشت گردی سے بچا جاسکتا ہے۔ پرامن ماحول میں سرمایہ کاری، تجارت، اور عالمی تعاون کو فروغ ملتا ہے۔ سفارتکاری اور مکالمہ صرف اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب ریاستیں امن کو بنیاد بنائیں۔

نبوی سیرت سے امن کی کئی مثالیں موجود ہیں مثلاً:

صلحِ حدیبیہ: ایک مثالی معاہدہ جو امن کی خاطر نبی کریم ﷺ نے دشمن کے ساتھ کیا، حالانکہ شرائط بظاہر مسلمانوں کے حق میں نہ تھیں۔

میثاقِ مدینہ: مدینہ میں موجود مختلف اقوام کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کے لیے معاہدہ کیا گیا۔

فتحِ مکہ: بغیر انتقام کے پرامن فتح کی مثال، جہاں عام معافی کا اعلان کیا گیا۔

غرضیکہ بین الاقوامی تعلقات کی کامیابی اور پائیداری کی کلید "امن" میں مضمر ہے۔ اسلام، اقوام متحدہ کا چارٹر، اور جدید عالمی اصول سب اسی بات پر متفق ہیں کہ دنیا کو جنگ سے نہیں، بلکہ امن، مکالمہ اور تعاون سے چلایا جائے۔ عالمی برادری کو چاہیے کہ وہ امن کو نظریاتی نہیں بلکہ عملی بنیاد پر اپنائے تاکہ ایک منصفانہ، پرامن اور خوشحال دنیا کی تعمیر ممکن ہو سکے۔

2 معاہدات نبوی ﷺ کا جائزہ:

اسلام کا سیاسی نظام محض اقتدار کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ انسانیت کے لیے فلاح، امن اور انصاف کے قیام کا ذریعہ ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں کیے

گئے معاہدات آج کے دور کے لیے بھی نمونۂ عمل ہیں۔ ان میں موجود اصول جدید بین الاقوامی قانون، اقلیتوں کے حقوق اور سفارتی تعلقات کے لیے ایک مثالی فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔

2.1 حلف الفضول:

حلف الفضول عرب کے جاہلی دور کا ایک نہایت اہم معاہدہ تھا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل قریش کے مختلف قبائل کے درمیان ہوا۔ یہ معاہدہ ظلم کے خاتمے، مظلوم کی مدد، اور معاشرتی انصاف کے قیام کے لیے کیا گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدے میں بنفس نفیس شریک ہوئے

اور بعد از نبوت بھی اس کے اصولوں کو سراہا۔

یہ معاہدہ اس وقت عمل میں آیا جب قریش کے کچھ افراد نے ایک یمنی تاجر کا مال ضبط کر لیا اور واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ جب اس تاجر کی کوئی شنوائی

نہ ہوئی تو چند قبائل (بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو تیم، بنو اسد، اور بنو مخزوم) نے خانہ کعبہ میں جمع ہو کر یہ عہد کیا کہ وہ مظلوم کا ساتھ دیں گے، خواہ وہ کسی قبیلے سے تعلق رکھتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدے میں شرکت کی اور بعد میں فرمایا:

لقد شهدت في دار عبد الله بن جدعان حلفا ما أحب أن لي به حمر النعم، ولو دعيت إليه في الإسلام لأجبت۔ 17

ترجمہ: میں عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں اس معاہدے میں شریک ہوا کہ اگر آج بھی ایسا معاہدہ ہوتا، تو میں ضرور اس میں شریک ہوتا۔

2.2 معاہدۂ مدینہ (میثاق مدینہ):

یہ اسلامی ریاست کا پہلا تحریری آئین تھا جو مدینہ کے مسلمانوں، یہودیوں اور مشرکین کے درمیان طے پایا۔ اس معاہدے میں مذہبی آزادی، مشترکہ دفاع اور عدالتی انصاف کی شقیں شامل تھیں۔ میثاقِ مدینہ کے ذریعے مذہبی اقلیتوں کو مکمل آزادی دی گئی۔ پہلا

تحریری آئینی معاہدہ جس میں تمام اقوام کو شہری حیثیت دیا گیا۔ اس میں عدالتی نظام، دفاع، مذہبی آزادی اور باہمی تعاون کی دفعات شامل تھیں۔ یہ معاہدہ وفاقی طرز حکومت، قانون کی بالادستی اور اقلیتوں کے تحفظ کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔"یہ پہلا تحریری آئین تھا جس نے مدینہ کی مختلف قوموں، مذاہب اور قبائل کو ایک سیاسی وحدت میں تبدیل کیا۔ اس میں مذہبی آزادی، مساوات، عدل و انصاف، اجتماعی دفاع اور باہمی مشاورت جیسے اصول وضع کیے گئے"۔18

2.3 صلح حدیبیہ:

یہ معاہدہ قریش مکہ کے ساتھ ہوا، جو بظاہر مسلمانوں کے حق میں نہیں تھا، لیکن سیاسی حکمت کا مظہر تھا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ وقتی پسپائی بھی امن کے قیام اور طویل المدتی مفاد کے لیے ضروری ہو سکتی ہے۔ صلح حدیبیہ اور دیگر معاہدات نے بین الاقوامی قانون کے اصول وضع کیے، جیسے معاہدے کی پابندی اور دشمن کے ساتھ بھی امن کا برتاؤ کرنا۔ قریش کے ساتھ دس سالہ امن کا معاہدہ تھا، بظاہر کمزور شرائط، لیکن حکمت اور دوراندیشی پر مبنی تھا۔ سیاسی پہلو کے اعتبار سے امن کی اہمیت، حکمت عملی کی سیاسی طاقت، معاہدے پر عمل داری کی عظمت نمودار ہیں۔"یہ معاہدہ امن، تدبر اور سیاسی حکمت کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ بظاہر مسلمانوں کے لیے نقصان دہ دکھائی دینے والا یہ معاہدہ دراصل اسلام کے سیاسی وسعت کا سبب بنا"۔19

2.4 معاہدات قبائل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل سے سفارتی تعلقات قائم کیے، معاہدات کیے اور انہیں اسلامی ریاست کی حدود میں شامل کیا۔ معاہدات کے ذریعے مختلف قبائل کو ایک وحدت میں پرویا گیا جو ریاست مدینہ کی بنیاد بنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبائل کے ساتھ معاہدات، سیاسی حکمت و مصلحت کا نبوی نمونہ ہیں۔ بنو ضمرہ، بنو مدلج، بنو خزاعہ جیسے قبائل کے ساتھ عدم جارحیت کے معاہدے ہوئے اور اس سے سرحدی تحفظ، تجارتی قافلوں کی آزادی اور دعوتِ اسلام کے مواقع میسر آئے۔ جبکہ سیاسی پہلو کے اعتبار سے خارجہ پالیسی، علاقائی استحکام اور سیاسی اتحاد کی حکمت عملی نمودار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن قبائل سے معاہدات کیے، اس میں امن، عدم جارحیت اور تعاون کے اصول شامل تھے۔ ان معاہدات نے اسلامی ریاست کو خارجی خطرات سے محفوظ کیا۔20

2.4.1 معاہدہ بنو ضمرہ:

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم کرنے کے بعد اپنے اردگرد کے قبائل سے سفارتی تعلقات قائم کرنے کا آغاز فرمایا۔ انہی میں سے ایک اہم معاہدہ "معاہدۂ بنو ضمرہ" ہے، جو آپ ﷺ نے 2 ہجری میں غزوۂ ابواء کے موقع پر قبیلہ بنو ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو الضمری کے ساتھ کیا۔21

یہ معاہدہ مدینہ کی جنوب مغربی سرحدوں کو محفوظ بنانے اور قریش کی تجارتی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے لیے نہایت اہم تھا۔
معاہدے کی اہم شقیں درج ذیل تھیں:

1 . فریقین ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے۔

2 . بنوضمرہ مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد نہیں کریں گے۔

3 . مدد صرف عدل اور خیر خواہی کی بنیاد پر کی جائے گی۔

4 . معاہدہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک فریقین اپنی وفاداری پر قائم رہیں گے۔22

یہ معاہدہ سیاسی حکمت، سفارتی فراست اور مستقبل کی عسکری و تجارتی حکمت عملی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدے کے ذریعے بغیر جنگ کے ایک قبیلے کو غیر جانبدار بلکہ اتحادی بنا لیا، جو کہ ریاست مدینہ کے دفاع میں اہم قدم تھا۔23

2.4.2 معاہدہ بنو مدلج:

معاہدۂ بنو مدلج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی و سفارتی حکمتِ عملی کا ایک اہم جزو ہے، جو آپؐ نے ہجرت کے بعد مدینہ کی ریاستی سرحدات کو محفوظ بنانے کے لیے طے کیا۔ یہ معاہدہ بنو مدلج اور ان کے حلیف قبیلہ بنوضمرہ کے ساتھ طے پایا، جس کا مقصد مسلمانوں کے لیے قریش کی تجارتی راہوں کو محفوظ بنانا اور غیر جانب دار قبائل سے دوستانہ تعلقات قائم کرنا تھا۔

یہ معاہدہ یکم ہجری میں اس وقت ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے نکل کر بعض قبائل کے ساتھ سیاسی معاہدے کیے، تاکہ ریاستِ مدینہ کے اطراف میں امن و امان قائم رہے اور قریش کی عسکری یلغار کی صورت میں اسلامی ریاست دفاعی لحاظ سے کمزور نہ ہو۔ بنو مدلج کا شمار ان قریش کے اطراف آباد بااثر قبائل میں ہوتا تھا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارتی نیٹ ورک کی بنیاد قبائلی اتحاد سے رکھی۔ اس معاہدہ کی اہم شقیں حسب ذیل ہیں:

1 . بنو مدلج اور مسلمان ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہیں کریں گے۔

2 . فریقین دشمن کی مدد نہیں کریں گے۔

3 . امن و تعاون کی بنیاد پر باہمی تعلقات قائم رہیں گے۔

4 . اگر فریقین میں کوئی تنازع پیدا ہو تو ثالثی اور عدل کے ساتھ حل کیا جائے گا۔

اس معاہدہ کی سیاسی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ: مدینہ کو مغربی قبائل کے حملے سے تحفظ ملا۔ اس معاہدے نے قریش کی شمالی تجارت پر دباؤ بڑھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائلی مزاج کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہیں عزت، تحفظ، اور سیاسی شراکت داری کی پیشکش کی۔ یہ معاہدہ بعد کے معاہدات (مثلاً صلح حدیبیہ) کی تمہید بنا۔ 24

2.4.3 معاہدہ بنو خزاعہ:

بنو خزاعہ عرب کا ایک پرانا قبیلہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے قبل بھی قریش کے مقابلے میں غیر جانب دار یا بعض اوقات معاند رہا۔ جب صلح حدیبیہ (6 ہجری / 628 عیسوی) ہوئی، تو اس کے نتیجے میں قریش اور مسلمانوں کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ جس قبیلے سے چاہیں، معاہدہ کریں۔ بنو خزاعہ نے اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتحادی معاہدہ کیا، جبکہ قریش نے بنو بکر سے۔ بعد میں صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کے وقت خزاعہ ہی کی حمایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف پیش قدمی کی۔

یہ معاہدہ کسی تحریری شکل میں محفوظ نہیں، لیکن تاریخی روایات میں اس کے نکات حسب ذیل ملتے ہیں:

1. بنو خزاعہ اور مسلمان ایک دوسرے کے حلیف ہوں گے۔
2. اگر بنو خزاعہ پر حملہ ہو تو مسلمان ان کی مدد کریں گے۔
3. بنو خزاعہ صلح حدیبیہ کے شرائط کے تحت امن قائم رکھیں گے۔
4. یہ معاہدہ دس سال کے دورانیے تک مؤثر رہے گا۔ 25

اس معاہدہ کی سیاسی و تاریخی اہمیت کا اندازہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ: بنو خزاعہ کا معاہدہ مسلمانوں کے لیے مغربی اور جنوبی علاقوں میں دفاعی قوت کا ذریعہ بنا۔ جب بنو بکر (قریش کے حلیف) نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا، تو یہ صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی تھی، جسے فتح مکہ کی بنیاد بنایا گیا۔ 26

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو خزاعہ کی مدد کو دینی ذمہ داری سمجھا اور ان کے مدد کے لئے فوج روانہ کی۔ اس معاہدے نے یہ مثال قائم کی کہ اسلامی ریاست اپنے معاہدات کی پاسداری میں سنجیدہ اور باوقار ہے۔

2.4.4 معاہدہ بنو جُذام:

معاہدۂ بنو جذام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اہم اقدامات میں شمار ہوتا ہے جن کے ذریعے آپؐ نے جزیرۂ عرب کے باہر کے قبائل سے بھی سیاسی و مذہبی روابط قائم کیے۔ یہ معاہدہ اسلامی ریاست کی سفارتی تاریخ میں ایک بین الاقوامی (Inter-Tribal/Border) معاہدہ شمار کیا جاتا ہے۔ قبیلہ بنو جذام جزیرہ نما عرب کے جنوبی شام (اردن) کے علاقے میں آباد تھا، جو اہلِ کتاب، نصاریٰ کے قریب وہمسایہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد مختلف قبائل اور بادشاہوں کو خطوط ارسال کیے۔ انہی میں سے ایک خط قبیلہ بنو جذام کے سردار ثعلبہ بن زید جذامی کو بھیجا گیا، جس میں انہیں اسلام کی دعوت اور صلح و اتحاد کی پیش کش کی گئی۔ بنو جذام نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ سیاسی وفاداری کا اظہار بھی کیا۔

"یہ امان نامہ ہے اللہ کی طرف سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے، ثعلبہ بن زید، قبیلہ جذام، اور ان کے پیروکاروں کے لیے۔ ان کے لیے امان ہے، ان کی زمین، جان، مال اور چرچ محفوظ ہیں۔ نہ ان پر جزیہ ہے، نہ ان کے ساتھ ظلم ہو گا۔ 27"

اس معاہدے کے اہم نکات درج ذیل تھے:

1. بنو جذام کو جان و مال کا تحفظ دیا گیا۔
2. مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی (ان کے کلیسا محفوظ قرار دیے گئے)۔
3. ان پر جزیہ یا ٹیکس نہیں لگایا گیا (ابتدائی قبول اسلام پر تخفیف تھی)۔
4. یہ معاہدہ بین المذاہب ہم آہنگی اور بین الاقوامی امن کی بنیاد تھا۔ 28

اس معاہدے کی سیاسی و دینی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ: اسلام کے ابتدائی بین الاقوامی سفارتی روابط میں سے ایک اہم سنگ میل ثابت ہوا۔ مسلمانوں کی وسعتِ فکر اور عدل پر مبنی حکمرانی کا ثبوت ملا۔ اہل کتاب کے ساتھ امن و احترام کی بنیاد پر تعلقات کا عملی اظہار کیا گیا اور اس معاہدے نے شام کی

طرف اسلامی پیغام کے پھیلاؤ کی راہ ہموار کی۔

2.4.5 معاہدہ بنو اشجع:

معاہدۂ بنو اشجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس سفارتی حکمتِ عملی کا حصہ ہے جس کے تحت آپؐ نے مدینہ کے اطراف موجود قبائل کے ساتھ معاہدے کر کے ریاستِ مدینہ کے گرد ایک امن و استحکام کا حلقہ قائم کیا۔ قبیلہ بنو اشجع غطفان کے زیر اثر ایک قبیلہ تھا، جو مدینہ کے شمال مغرب میں آباد تھا اور قریش کے ساتھ بعض جنگی مواقع پر فطری طور پر میل رکھتے تھے۔

یہ معاہدہ غالباً 2 ہجری میں غزوۂ بدر سے قبل اس وقت ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اردگرد کے قبائل کے ساتھ تعلقات استوار کیے تاکہ قریش کی شمالی و مغربی پیش قدمی کو روکا جاسکے۔ بنو اشجع اگرچہ ایک جنگجو قبیلہ تھا، لیکن رسول اللہؐ کی عادلانہ پیشکش اور سیاسی تدبر سے متاثر ہو کر انہوں نے امن کا معاہدہ کر لیا۔ روایتی سیرت کی کتب کی روشنی میں معاہدہ کے نکات حسب ذیل ملتے ہیں:

1. بنو اشجع مسلمانوں سے دشمنی نہیں کریں گے۔
2. وہ مسلمانوں کے دشمنوں کی مدد نہیں کریں گے۔

3 . فریقین ایک دوسرے کی مدد اور خیر خواہی کے ساتھ پیش آئیں گے۔

4 . یہ معاہدہ اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک وہ مسلمانوں کے ساتھ وفاداری نبھاتے رہیں گے۔ 29

اس معاہدہ کی سیاسی و عسکری اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ: اس معاہدے سے شمال مغربی سرحد محفوظ ہوئی۔ غزوہ بدر کے دوران قریش کو اشجع کی طرف سے کوئی کمک نہ ملی۔ بعد میں غطفان کے بعض قبائل بھی اسلامی ریاست سے قریب ہوگئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی بصیرت اور قبائلی نفسیات کی گہری سمجھ کا اظہار ہوا۔

3 معاہدات کے مقاصد:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف معاہدات نے اسلامی ریاست کی بنیادوں کو مضبوط کرنے، بین الاقوامی تعلقات قائم کرنے، اور امن و انصاف کے اصولوں کو دنیا کے سامنے پیش کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ان معاہدات کے مقاصد اور نتائج نہایت دور رس تھے، جو ذیل میں واضح کیے جارہے ہیں:

3.1 ریاستِ مدینہ کا تحفظ:

دفاعی تحفظ یعنی ان معاہدات نے مدینہ کو اندرونی و بیرونی حملوں سے محفوظ کیا۔ داخلی و خارجی دشمنوں سے مدینہ کی اسلامی ریاست کو محفوظ بنانا۔ ارد گرد کے قبائل سے معاہدے کر کے مدینہ کو دفاعی طور پر مضبوط بنانا۔

3.2 قبائل کے ساتھ امن کا قیام:

سیاسی استحکام یعنی قبائل کے ساتھ عدم جارحیت معاہدوں نے اسلامی ریاست کے استحکام میں کردار ادا کیا۔ جنگ سے بچاؤ اور خونریزی کے انسداد کے لیے عدم جارحیت کے معاہدے ہوئے۔ دشمن قبائل کو غیر جانب دار یا حمایتی بنایا گیا۔

3.3 اسلامی دعوت کی راہ ہموار کرنا:

تبلیغی آسانی یعنی معاہدات کی بدولت قبائل میں دعوتِ اسلام کی راہیں کھلیں۔ معاہدات کے ذریعے دشمنی کی فضا کو کم کر کے اسلام کی دعوت کو عام کرنا۔ معاہدات میں مذہبی آزادی کی ضمانت دے کر حسنِ سلوک کا پیغام دینا۔

3.4 بین الاقوامی سفارت کاری کا آغاز:

یہ معاہدات ایک سفارتی حکمت تھی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلے سے ان کی حیثیت اور اثر و رسوخ کے مطابق حکمت عملی اختیار کی، جو اعلیٰ درجے کی سفارت کاری کا ثبوت ہے۔ غیر مسلم قبائل و حکمرانوں کو خطوط و پیغام ارسال کر کے تعلقات کا قیام۔ خطے میں امن و انصاف پر مبنی عالمی نظم کا خاکہ
پیش کرنا۔

3.5 اقتصادی و تجارتی تحفظ:

تجارتی راستوں کو محفوظ بنانے کے لیے قبائل سے معاہدے۔ قریش کے اقتصادی دباؤ کا توڑ۔

4 معاہداتِ نبوی ﷺ کے نتائج:

4.1 سیاسی استحکام:

مدینہ کی ریاست کو داخلی طور پر اتحاد اور بیرونی سطح پر تحفظ حاصل ہوا۔ دشمن قبائل کی یلغار سے بچاؤ ممکن ہوا۔

4.2 اسلام کا پرامن پھیلاؤ:

غیر مسلم قبائل نے اسلام قبول کیا یا دشمنی ترک کر دی۔ قبائل نے مسلمانوں کو پناہ، تحفظ اور تعاون فراہم کیا۔

4.3 بین الاقوامی شناخت:

اسلامی ریاست ایک معتبر سیاسی طاقت بن کر ابھری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کو تسلیم کیا جانے لگا۔

4.4 فتح مکہ کی راہ ہموار ہونا:

صلح حدیبیہ اور دیگر معاہدات نے فتح مکہ کی بنیاد رکھی۔ معاہدہ شکنی (مثلاً بنو خزاعہ پر حملہ) پر قریش کے خلاف جائز اقدام کیا گیا۔

4.5 اسلامی قانون و سفارت کی بنیاد:

معاہدات میں تحریری اصول، عدل، مذہبی آزادی، اقلیتوں کے حقوق جیسے اصول شامل تھے جو بعد میں اسلامی بین الاقوامی قانون کی بنیاد بنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدات صرف وقتی سفارتی کامیابیاں نہیں تھے بلکہ انہوں نے بین الاقوامی اصول، سیاسی حکمت، اخلاقی برتری اور دعوتِ اسلام کی ایسی راہ متعین کی جس نے دنیا میں اسلامی ریاست کی بنیاد کو پائیدار اور مہذب بنایا۔

5 اسلامی سیاسی بصیرت کی روشنی میں معاہدات کا تجزیہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدات اصولوں، حکمت اور مصلحت پر مبنی تھے، معاہدہ صرف وقتی فائدے کے لیے نہیں، بلکہ دیرپا امن کے لیے ہوتا۔ معاہدے میں عہد کی پاسداری کو فوقیت حاصل تھی۔ دشمن کے ساتھ بھی صلح اور رواداری کو ترجیح دی گئی۔ سفارتی خطوط اور معاہداتی زبان شفاف اور مدلل ہوتی تھی۔ قبائل کے ساتھ کیے گئے معاہدات سیرتِ نبوی ﷺ کا سیاسی و سفارتی پہلو اجاگر کرتے ہیں۔ ان معاہدات سے اندازہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاست سازی منصوبہ بند اور تدریجی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبائل کے ساتھ کیے گئے معاہدات اسلامی سیاسی نظام کی بنیادوں کا عملی مظہر ہیں۔ یہ معاہدات امن، انصاف، رواداری اور بین الاقوامی تعلقات کی حکمت عملی کے اعلیٰ نمونے ہیں۔ آج کی دنیا کے لیے ان معاہدات میں وہی راہنمائی موجود ہے جس کی بنیاد پر ایک عادلانہ اور پرامن عالمی معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔

ہر معاہدہ معین شرائط پر مبنی ہوتا اور سب فریقوں کو اس کا پابند سمجھا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف داخلی استحکام پر توجہ نہیں دی بلکہ بیرونی ریاستوں اور قبائل کے ساتھ باقاعدہ سفارتی روابط قائم کیے۔ معاہدات میں مذہب، نسل یا قبیلے کی بنیاد پر امتیاز نہیں کیا گیا۔ ہر معاہدہ امن واستحکام کے قیام کے لیے کیا گیا، جو اسلامی سیاست کا مرکزی اصول ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدات اسلامی سیاسی فکر کا روشن آئینہ ہیں۔ ان میں حکمرانی، عدل، قانون کی بالادستی، شہری آزادی، اقلیتوں کے حقوق اور بین الاقوامی تعلقات جیسے اہم اصولوں کی عملی جھلک ملتی ہے۔ آج کی دنیا جس سیاسی بحران، عدم تحفظ اور انسانی حقوق کی پامالی کا شکار ہے، اس کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ میں رہنمائی کا مکمل ماڈل موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی حکمتِ عملی وقت، فہم اور اصولوں کی ایسی ہم آہنگی کا مظہر ہے جو ہر دور کے لیے قابل عمل ہے۔

کتابیات

1۔ القرآن الکریم

2۔ ابن سعد، الطبقات الکبرای، دار صادر، بیروت، س ن

3۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مکتبہ الحلبی، مصر، 1955ء

4۔ الخطیب العمری، ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکواۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

5۔ السجستانی، ابی داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، مکتبہ رحمانیہ، لاھور

6۔ القشیری، ابوالحسین مسلم ابن الحجاج بن مسلم، صحیح مسلم المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ ﷺ، قدیمی کتب خانہ، کراچی

7۔ امام ابویوسف، کتاب الخراج، دار المعرفۃ، مصر، 1976ء

8۔ مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، دار السلام، ریاض، 2002ء

9۔ محمد حمید للہ، دنیا کا پہلا تحریری قانون، شاہ محمد اشرف، 1968ء

10۔ معاویہ، مولانا محمد ھارون، اصلاح معاشرہ کے رہنما اصول، دار الاشاعت، کراچی، 2006ء

11۔ ہیکل، محمد حسین، دی لائف آف محمد، الفلاح فاؤنڈیشن، مصر، 1983ء

12. Guillaume, Alfred. The Life of Muhammad: A Translation of Ibn Ishaq's Sirat Rasul Allah. (Oxford University Press, 1955).
13. Watt, W. Montgomery. Muhammad at Medina. (Oxford University Press, 1956).

حوالہ جات:

1سورۃالمؤمن40-20
2معاویہ، مولانا محمد ھارون، اصلاح معاشرہ کے رہنما اصول، دارالاشاعت، کراچی، 2006ء، ص30
3سورۃالنساء4-105
4سورۃالحدید57-25
5السجستانی، ابی داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، مکتبہ رحمانیہ، لاھور، کتاب الدیات، باب القود من الضربۃ وقص الامیر من نفسہ، ج2، ص278
6سورۃالبقرہ2-283
7سورۃالانفال8-27
8الخطیب العمری، ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکواۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، کتاب الایمان، فصل الثانی، ج1، ص16
9بحوالہ بالا، السجستانی، ابی داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الاجارۃ، باب فی الرجل یاخذ حقہ من تحت یدہ، ج2، ص141
10القشیری، ابوالحسین مسلم ابن الحجاج بن مسلم، صحیح مسلم المسند الصحیح المختصر من السنن بنقل العدل عن العدل عن رسول اللہ ﷺ، قدیمی کتب خانہ، کراچی، باب خصال المنافق، ج1، ص56
11سورہ الشوریٰ، 42:38
12سورہ آل عمران3:159
13بحوالہ بالا، السجستانی، ابی داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی تعشیر، ج3، ص170، رقم: 3052
14سورۃالبقرہ2:256
15سورۃالحج22:40
16سورۃالأنفال8:61
17ابن ھشام، السیرۃالنبویۃ، مکتبہ الخنیجی، مصر، 1955، ج1، ص143-145
18 Watt, W. Montgomery. Muhammad at Medina. Oxford University Press, 1956, pp. 151-170.
19 Guillaume, Alfred. The Life of Muhammad: A Translation of Ibn Ishaq's Sirat Rasul Allah. Oxford University Press, 1955, pp.234-248.
20 محمد حمیداللہ، دنیا کا پہلا تحریری قانون، شاہ محمد اشرف، 1968، ص10-25
21 ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مکتبہ الخنیجی، مصر، 1955، ج2، ص236-237
22مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، دارالسلام، ریاض، 2002، ص166-167
23ہیکل، محمد حسین، دلائف آف محمد، الفلاح فاؤنڈیشن، مصر، 1983، ص201-202
24 ایضا، ص202

25 ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مکتبہ الخانجی، مصر، 1955، ج2، ص313-315
26 مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، دارالسلام، ریاض، 2002، ص305-307
27 امام ابویوسف، کتاب الخراج، دارالمعرفۃ، مصر، 1976، ص144-145
28 ابن سعد، الطبقات الکبرای، دار صادر، بیروت، ج1، ص265-266
29 Ibn Hisham, Al-Sīrah al-Nabawiyyah, Vol. 2 (Cairo: Maktabat al-Khānijī, 1955), 239.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.